بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران ۱۷۴)

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم سہ شنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۷/۲۲ | ۷ ہجرت ۱۳۴۷ ہش ۸ صفر ۱۳۸۸ھ ۷ مئی ۱۹۶۸ء | نمبر ۹۹

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اخلاقی تزکیہ اللہ جل شانہٗ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا

اس فضل کے جذب کرنے کیلئے تدبیر دعا اور صحبت صادقین سے فائدہ اٹھانا ضروری ہے

"بعض لوگ اپنی جگہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ انہوں نے ان اخلاقی بدیوں سے خلاصی پالی ہے لیکن جب کبھی کوئی موقعہ آجاتا ہے اور کسی آدمی سے مقابلہ ہو جاتا ہے تو اُس وقت اس کو بڑا جوش آجاتا ہے اپنے تعلّی اور کبر کے خیال کو دبا نہیں سکتا۔ پھر وہ گند اس سے ظاہر ہوتے ہیں جن کا وہم و گمان بھی اس پر نہیں ہوتا۔ اُس وقت پتہ لگتا ہے کہ ابھی اس نے خلاصی نہیں پائی اور ابھی کچھ بھی حاصل نہیں کیا۔ اور وہ تزکیہ نفس جو صلحاء کو حاصل ہوتا ہے جو اصل کمال کی علامت ہے میسّر نہیں آیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تزکیہ جس کو اخلاقی تزکیہ کہتے ہیں بہت ہی مشکل ہے اور اللہ جل شانہ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس فضل کے جذب کرنے کے لئے بھی وہی تین پہلو ہیں جو ابھی ذکر ہوئے۔ یعنی اوّل مجاہدہ اور تدبیر دوم دُعا، سوم صحبتِ صادقین۔ یہ فضل انبیاء علیہم السلام پر بدرجہ کمال ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ اوّل ان کا تزکیہ اخلاقی کامل طور پر خود کر دیتا ہے۔ ان میں بد اخلاقیوں اور رذائل کی آلائش راہ ہی نہیں پاتی۔ اُن کی حالت تو یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ سلطنت پا کر بھی وہ فقیری رہتے ہیں۔ اور کسی قسم کا کبر ان کے نزدیک بھی نہیں آتا اور باوجود بڑا ہونے کے اپنے آپ کو بڑا نہیں جانتے۔ درحقیقت یہ گند جو نفس کے جذبات کا گند ہے اور جو بد اخلاقی عُجب۔ کبر و ریا وغیرہ صورتوں میں ظاہر ہے اس پر موت نہیں آتی جب تک اللہ جل شانہ کا فضل نہ ہو اور یہ مواد ردیہ جل نہیں سکتے جب تک معرفتِ الٰہی کی آگ ان کو نہ جلائے جس میں یہ معرفت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے پاک ہونے لگ جاتا ہے اور بڑا ہو کر اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے اور اپنی ہستی کی کچھ حقیقت نہیں پاتا۔ وہ اُس نور اور روشنی کو جو انوارِ معرفت سے اُسے ملتی ہے اپنی کسی قابلیت اور خوبی اور عمل کا نتیجہ نہیں سمجھتا اور نہ اسے اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ وہ اسے اللہ جل شانہ کا فضل اور رحمت یقین کرتا ہے۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۴ء)

اخبار احمدیہ

23

○ ربوہ ۶ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

○ ربوہ ۶ مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی طبیعت ناساز ہے۔ دو دن سے کھانسی کی تکلیف بڑھ گئی ہے اور کمزوری بھی بہت ہے۔ احباب جماعت توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

○ خاکسار کی والدہ صاحبہ محترمہ کچھ عرصہ سے بہت بیمار چلی آرہی ہیں، اب علاج کے لئے لاہور تشریف لے گئی ہیں۔ کمزوری بے حد زیادہ ہے۔ احباب کرام سے میری والدہ صاحبہ کی صحت و شفایابی کے لئے عاجزانہ طور پر درخواست دعا ہے۔ (بشیر احمد رفیق امام مسجد لنڈن)

○ مکرم چوہدری عبدالرب صاحب غیرت انسپکٹر بیت المال کی اہلیہ محترمہ عرصہ ڈیڑھ ماہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ پہلے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج تھیں اور اب کوہاٹ میں فوجی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ لیکن ابھی تک کوئی خاص افاقہ محسوس نہیں ہو رہا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

(لطیف احمد شاہد مربی ساہیوال)

○ ربوہ ۶ مئی۔ کل شام یہاں خاصی تیز آندھی آئی اور مطلع ابر آلود ہو گیا کچھ دیر ہلکی بارش ہوئی۔ جس کی وجہ سے فضا میں خنکی آگئی۔

واقفین زندگی طلبہ متوجہ ہوں

جو واقفین زندگی اس سال میٹرک، ایف۔ اے، بی۔ اے وغیرہ کے امتحانات دے رہے ہیں یا دے چکے ہوں فوری طور پر وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو مطلع کریں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۷ مئی ۱۹۶۸ء

اسلام اعتدال کا دین ہے

بظاہر یہ امر بڑا تعجب خیز معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو آج قدرت کی حکمتوں اور اسرار سے زیادہ سے زیادہ واقف ہوتے چلے جاتے ہیں۔ وہی اس بات کے بھی قائل ہیں کہ اس پر حکمت کارخانہ قدرت کا صانع کوئی نہیں ہے بلکہ خود مادہ ہی میں وہ تمام صفات ہیں۔ جو اس کائنات میں گوناگوں اور لاتعداد پُرحکمت صورتوں میں ظہور پذیر ہو رہی ہیں۔

اگرچہ یہ دانشمند لوگ جنہوں نے ذرالا یتجزا کا انشقاق کر کے ان حکمتوں سے کسی حد تک واقفیت حاصل کر لی ہے اور معلوم کر لیا ہے کہ ایک ذرہ لایتجزا کے اندر کیا کیا دنیا بس رہی ہے اور کیا کیا حکمتیں کام کر رہی ہیں۔ اور دوسری طرف وہ ایک حد تک کائنات کی وسعتوں میں گھوم آنے اور ان کو ناپنے اور کرہ ہائے منورہ کو تولنے پر بھی قادر ہو چکے ہیں۔ مگر وہ ابھی تک اس حقیقت کے رخ سے پردہ اٹھانے میں ناکام ہوئے ہیں کہ کس طرح ایک بے جان ذرہ ایک خاص صورت میں آ کر جاندار بن جاتا ہے۔ اس ضمن میں بڑے بڑے نازک تجربات کئے جا رہے ہیں۔ مگر ہر راز جو کھلتا ہے بہت سے دیگر رازوں کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔ جن کو کھولنے کی کوشش میں ہزاروں لاکھوں انسانوں نے اپنی زندگیاں ختم کر دی ہیں ؎

سمجھ لیا ہے ترا راز اے طلسم جہاں
کہ جتنا راز کھلے اور راز ہو جائے

جو کچھ یہ دانشمند لوگ کر رہے ہیں از روئے اسلام کوئی گناہ نہیں کر رہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کی تعلیمات خود انسان کو اس کائنات اور اس کے رموز و اسرار پر غور کرنے کے لئے دعوت دیتی ہیں لہٰذا اس ضمن میں دوسری تعجب خیز بات یہ ہے کہ وہ لوگ جن کی دینی تعلیم یہ ہے کہ قدرت کی حکمتوں پر غور کرو وہ آج اس امر میں ان لوگوں سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ جن کو ان کا دین کوئی تلقین نہیں کرتا۔ بلکہ جن کا دین اب جس سے وہ بدظن ہوتے جا رہے ہیں قدرت کے اسرار و رموز پر غور کرنے کی کوئی ہدایت نہیں دیتا۔ بلکہ یہ مانتے ہیں یا مانتے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے علم کے درخت کا پھل کھا کر ایسا گناہ کیا ہے کہ جو اولادِ آدم کی فطرت میں رچ گیا ہے اور کسی حکمت سے اس سے چھٹکارا نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے برخلاف اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ ہر گناہ سچی توبہ سے بخشا جا سکتا ہے اور سچی توبہ سے ایک گناہ گار انسان ایسا بن جاتا ہے۔ جیسا کہ اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں اور گنہگار انسان اس طرح از سر نو پاکیزہ زندگی کا آغاز کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ

یعنی نیکیاں بدیوں کو دھو ڈالتی ہیں۔

یہ تو خیر ایک جملہ معترضہ تھا اصل سوال یہ ہے کہ کیا یہ امر تعجب خیز نہیں ہے کہ جو لوگ زیادہ سے زیادہ کائنات کی حکمتوں سے واقف ہیں وہی کسی ایسے وجود کے منکر ہیں جو اس کائنات کا صانع ہے حالانکہ چاہیئے تھا کہ یہ لوگ سب سے زیادہ ایسے حکیم و عزیز خدا تعالیٰ کے وجود کے قائل ہوتے جو اس کائنات کا مبداء اور مخترع ہے اور جو اس پر حکمت کارخانہ کو چلا رہا ہے۔ اور وہ لوگ جو ایسے وجود کو مانتے ہیں اور جن کو خود ایسا وجود ان حکمتوں پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ وہ آج اس میں سب سے پیچھے رہ گئے ہیں۔

ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ جو کچھ زمین پر ظہور پذیر ہوتا ہے اس کا فیصلہ پہلے آسمان پر ہوتا ہے۔ یورپ میں جو دین جاری و ساری تھا وہ توہمات سے پُر تھا اس میں علم و حکمت کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ جب یورپ کے لوگ بیدار ہوئے تو بالیح الوقت دین سے بیزار ہو کر مادی دنیا کی طرف جھک گئے۔ ان میں باری تعالیٰ کا ایسا تصور نہیں اجاگر ہوا تھا جو حکیم و عزیز ہے۔ ان سے صرف یہ مطالبہ کیا جاتا تھا کہ وہ بغیر عقل کو کام میں لائے۔ یہ ایمان لے آئیں کہ انسان پیدائشی طور پر گناہ گار ہے۔ اور انسان کی کوئی کوشش اس کو اس سے نجات نہیں دلا سکتی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی دی اور لوگوں کی نجات کا سامان کیا۔ اس بنیاد پر ان کے پیشوایان مذہب نے دین کو ایک طلسمات ہوش ربا بنا کر رکھ دیا۔ جب لوگوں کو ہوش آیا تو انہوں نے سرے سے ہی مذہب کا انکار کر دیا اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے وجود کا بھی انکار کر دیا۔ اور ایک علوم و فنون کا بے خدا سلسلہ شروع کر دیا اور اس میں ایسے محو ہوئے کہ گو انہوں نے کارخانہ کائنات کے کچھ رموز و اسرار دریافت کر لئے ہیں۔ مگر ان کی ذہنیت الا ماشاء اللہ اسی چکر میں پھنس کر رہ گئی ہے۔

دوسری طرف مسلمانوں نے اس پر حکمت علم کو جو قرآن کریم اور سنت رسول اللہ کی صورت میں ان کو دیا تھا اپنی تحقیقات کا موضوع بنا لیا۔ اور اس میں اتنی فقہی موشگافیاں کیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس دعوت کو کہ میری شناخت کے لئے کائنات کی حکمتوں پر غور کرو بالکل فراموش کر دیا۔ اگرچہ مسلمانوں کو اس انہماک کی وجہ سے دنیوی علوم کے لحاظ سے سخت نقصان پہنچا ہے۔ وہ اس طرف اتنے جھک گئے کہ ابتذال کی حد تک جا پہنچے۔ اور اعتدال قائم نہ رکھ سکے۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۵ پر)

"جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں"

جان و دل مصروفِ وِرد و ذکرِ اِلّا اللہ ہیں
دولتِ نایاب پائی سوز و سازِ آہ میں

پڑھ رہے ہیں رات دن تسبیح و تحمید و درود
لے کے آئے ہیں یہی دولت تری درگاہ میں

اک نظر پڑتے ہی اپنے اُڑ گئے ہوش و حواس
برق وہ دیکھی نگاہِ مردِ حق آگاہ میں

ہم درِ محبوب پر بیٹھے ہیں دھونی ڈال کر
لوگ مصروفِ حصولِ عزّ و مال و جاہ ہیں

پیش ہے سب "گر قبول افتد زہے عزّ و شرف"
"جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں"

رہتی ہے ہر دم تمنائے قدم بوسی مجھے
شوق دل اٹکا ہوا ہے حبِّ اہلُ اللہ میں

عبدالحمید شوق

اسلام ——— اور ——— عملِ جرّاحی

(از مکرّم مولوی غلام باری، صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ)

سوئٹزرلینڈ ریڈیو پر اہم سوالات کے جوابات کے پروگرام میں ایک پروفیسر ڈاکٹر Prof. Wolf Heidegger نے ایک سوال کے جواب میں کہا اسلام میں پوسٹ مارٹم اپریشن ناجائز ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان سرجنوں نے ترقی نہیں کی۔ ڈاکٹر مذکور نے یہ بھی کہا کہ اس قسم کا اپریشن قرآن مجید نے ناجائز قرار دیا ہے ہمارے احمدی بھائی شیخ ناصر احمد صاحب نے ریڈیو والوں سے رابطہ پیدا کیا اور کہا کہ پروفیسر مذکور سے حوالہ طلب کیا جائے وگرنہ یہ اعلان ریڈیو پر کیا جائے کہ قرآن کریم میں اس مفہوم کی کوئی آیت نہیں۔ اس پر پروفیسر موصوف نے قرآن کی دو آیات پیش کیں اور فقہ کی بعض کتب کے حوالے پیش کئے کہ مسلمانوں کے نزدیک اگر حاملہ عورت کے پیٹ میں بچہ فوت ہو جائے تو اسے اپریشن کے ذریعہ نکالنا جائز نہیں اور نہ مُردہ عورت کے پیٹ سے زندہ بچہ نکالنا جائز ہے۔ شیخ ناصر احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں مسئلہ کی تحقیق کے لئے خط ارسال کیا۔ چنانچہ حضور کی راہنمائی میں تحقیق کا ملخص پیشِ خدمت ہے۔

قرآن مجید کی جن دو آیتوں سے پروفیسر مذکور نے استدلال کیا ہے ان میں سے ایک آل عمران کی اٹھائیسویں آیت ہے:۔

تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ
وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ
الْحَيِّ۔

کہ خدا زندہ سے مُردہ کو نکالتا ہے اور مُردہ سے زندہ کو۔ آیت کے سیاق و سباق کے ادنیٰ مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر صاحب نے آیت کے صحیح مفہوم کے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ پوری آیت یوں ہے:۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ
تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ
وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ
تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ
وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ
إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ
وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ
وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ
الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ
مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ
مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

(آل عمران آیت ۲۷ - ۲۸)

دوسری آیت جس سے پروفیسر صاحب نے استدلال کیا ہے وہ سورۂ یونس کی آیت ۳۲ ہے۔ یہاں بھی آیت کے اس ٹکڑے کو پوری آیت سے الگ کر کے استدلال کرنے کی کوشش کی۔ پوری آیت یوں ہے:۔

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ
مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ
وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ
الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ
يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ
الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ
الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ
اللّٰهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ

(یونس آیت ۳۲)

ان دونوں آیتوں سے یہ استدلال کرنا کہ حاملہ عورت کے پیٹ سے مُردہ بچہ نہیں نکالا جا سکتا۔ سراسر زیادتی ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفت خلق کے مظاہرات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے تخلیق کرتا ہے۔ جہاں حیات ناپید ہوتی ہے۔ فطرتِ انسانی کو اس طرف متوجہ کر کے اللہ تعالیٰ اس کی فطرت کو پکارتا ہے کہ بتاؤ ایسی تخلیق کرنے والا خالق کائنات ہے یا نہیں۔ لیکن اگر آیت کے سیاق و سباق سے فقرہ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ کو کاٹ کر کوئی استدلال کیا جا سکتا ہے تو اپریشن کے ممانعت کا نہیں جواز کا ہی کیا جا سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اس طرف توجہ دلا دی ہے کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

غلط فہمی کا سبب

پروفیسر مذکور نے فتاویٰ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ مسلمان مُردہ عورت کے بطن سے اپریشن کے ذریعہ بچہ نکالنے کے مخالف ہیں۔ یہ درست نہیں۔ مجھے جتنی کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ سب بلا استثناء پروفیسر صاحب کی تردید کرتی ہیں۔ یا تو پروفیسر صاحب نے تعصّب کی وجہ سے ایک سُنی سنائی بات بیان کر دی اور خود تحقیق نہیں فرمائی یا انہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ اور وہ غلط فہمی غالباً مثلہ کی ممانعت کی وجہ سے ہے۔ مثلہ سے مراد مُردہ کے ناک یا اور بعض اعضاء کا کاٹنا ہے۔ واضح ہو کہ مثلہ کی ممانعت کی وجہ مختلف ہے۔ اور کسی معاملہ کی تحقیق یا ایک انسانی جان کے بچانے کے لئے عملِ جرّاحی کا جواز مختلف امر ہے مثلہ کی حرمت اس وجہ سے تھی کہ عرب دشمن مُردہ کے ناک کو کاٹ کر اپنی آتشِ انتقام کو تسکین دیتے تھے۔ اور لاش کا پیٹ پھاڑ کر کلیجہ نکال کر اپنی بہیمیت کا اظہار کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اسلام اس بد اخلاقی اور وحشت کی روح کی حوصلہ افزائی نہیں کر سکتا تھا اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت حمزہؓ کی لاش کا مثلہ دیکھ کر بھی اس امر کی اجازت نہ دی۔ اور میت کا احترام ہر معاشرہ اور ہر مذہب میں پایا جاتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کا جنازہ آتا دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ کسی نے عرض کی حضور یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ خدا کی مخلوق نہیں؟ (بخاری کتاب الجنائز باب من قام لجنازۃ یہودی) لیکن اپریشن مُردہ کے احترام کے خلاف نہیں خصوصاً جہاں ایک جان کے بچانے یا کسی معاملہ کی تحقیق کا سوال ہو۔ دیکھئے مُردہ کا قبر سے اکھاڑنا مناسب نہیں کہ یہ اس کی حرمت کے خلاف ہے لیکن کسی ضرورت کی بناء پر جائز ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ کو بیان کیا ہے۔ آپ نے باب باندھا "هَلْ يُخْرَجُ الْمَيِّتُ مِنَ الْقَبْرِ وَاللَّحْدِ لِعِلَّةٍ" کہ کیا میت قبر یا لحد سے کسی وجہ سے نکالی جا سکتی ہے۔ اسکے نیچے دو واقعات امام صاحب لائے ہیں۔ ایک یہ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی کی لاش نکال کر اُسے اپنی قمیص پہنائی تھی اور دوسرا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ حضرت جابرؓ نے اپنے والد حضرت عبد اللہؓ شہید اُحد کی لاش کو چھ ماہ بعد قبر سے نکال کر ان کی قبر الگ بنائی کہ اس وقت ایک قبر میں دو لاشیں دفن کی گئی تھیں (بخاری کتاب الجنائز) لیکن اگر کوئی دشمنی کی وجہ سے لاش کو قبر سے نکالتا ہے تو یہ لاش کی بے حرمتی ہوگی جسکی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

پوسٹ مارٹم

کسی معاملہ کی تحقیق کے لئے مُردہ میں عملِ جرّاحی کیا جا سکتا ہے اسکی ایک دلیل درّ المختار کا حوالہ ہے۔ امام موصوف لکھتے ہیں:۔

وَلَوْ بَلَعَ مَالَ غَيْرِهِ وَمَاتَ هَلْ
يُشَقُّ فَقَوْلَانِ وَالْأَوْلَىٰ نَعَمْ

(درّ المختار صفحہ ۸۴ باب مطلب فی دفن المیت باب صلوٰۃ الجنائز)

کہ اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل جائے اور اسکی اس سے موت ہو جائے تو کیا اس کا پیٹ پھاڑ کر وہ مال حاصل کرنا جائز ہے۔ امام صاحب کہتے ہیں کہ ارجح قول یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔

درّ المختار کے شارح امام ابن العابدین ردّ المختار میں اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں

لِأَنَّهُ وَإِنْ كَانَ حُرْمَةُ
الْآدَمِيِّ أَعْلَىٰ مِنْ
صِيَانَةِ الْمَالِ لَكِنَّهُ
أَزَالَ احْتِرَامَهُ بِتَعَدِّيهِ

کہ یہ عمل اس لئے جائز ہوگا کہ اگرچہ انسان کی حرمت مال کے بچانے سے اولیٰ ہے لیکن اس نے تعدّی کر کے احترام آدمیت کے حق کو زائل کر دیا۔

یہ حوالہ ظاہر کرتا ہے کہ کسی تحقیق مثلاً زہر خورونی یا مُردہ میں سے کسی چیز کے حصول کے لئے عملِ جرّاحی جائز ہے۔

آجکل میت کی آنکھیں یا اعضائے رئیسہ کسی دوسرے مستحق کو میت یا اسکے ورثاء کی اجازت سے لگائے جاتے ہیں۔ یہ بھی جائز ہے کہ یہاں لاش کی بے حرمتی مقصود نہیں بلکہ ایک مستحق کو حیات مستعار دینے کا اعلیٰ مسئلہ ہے پس یہ جائز ہوگا۔ جماعت احمدیہ مجلس افتاء نے یہی فتویٰ دیا ہے۔ اس فتویٰ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"بعض لوگ وصیت کر جاتے ہیں
کہ ان کی وفات پر ان کی نعش طبی

تجربات کے لئے وقف ہو گی یا یہ کہ ان کا معدہ، دل و دماغ یا آنکھیں لی جائیں اور طبی ریسرچ کے لئے استعمال کی جائیں۔ آجکل تو ایسے تجربات بھی ہو رہے ہیں کہ مرنے والے کی آنکھیں نکال کر محفوظ کر لی جاتی ہیں اور اندھوں کے فٹ کر دی جاتی ہیں۔ یا جو لاوارث ہوتی ہیں وہ طبی ریسرچ کے لئے استعمال میں لائی جاتی ہیں۔ یا جو قدیم لاشیں دستیاب ہوتی ہیں انہیں طبی ریسرچ کے کام میں لایا جاتا ہے۔ ضرورتاً بیان کردہ سب صورتیں جائز ہیں لیکن میت کا احترام اور ورثاء کی اجازت ضروری ہے۔ نیز موصی لہ کو اس کے متعلق کوئی قانونی حق نہ ہوگا۔"

(الفضل ۱۹ جنوری ۱۹۶۴ء)

اسلام ایک علمی مذہب ہے اس کی کتاب میں تدبر اور عقل و فکر اور کائنات کی تحقیق میں تحقیق کا ارشاد ہے۔ اس کے بانی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا علم کو مہد سے لے کر لحد تک سیکھتے رہو۔ اور علم کی خاطر دور دراز کے سفر اختیار کرنے کی تلقین موجود ہے۔ زمین کے پاتال میں عطیۂ خداوندی کی تلاش کی تاکید ہے۔ فرمایا اُطْلُبُوا الرِّزْقَ فِی خَبَایَا الْاَرْضِ۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ تحقیق اور علم کے دروازے بند کر دے بلکہ اس نے بہت پہلے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی تھی۔

حاملہ کے پیٹ کا اپریشن

یہ مسئلہ کہ اگر عورت کے پیٹ میں بچہ مر گیا ہے یا عورت مر گئی ہے اور بچہ زندہ ہے۔ تو اس بچہ کو نکالنا جائز ہے یا نہیں۔ اس بارہ میں ہمیں بہت کثرت سے مواد ملتا ہے اور فقہاء نے لکھا ہے کہ یہ جائز ہے بلکہ مستحب اور ضروری ہے۔

(۱) بحر الرائق کے مصنف شیخ زین الدین اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:۔

اَلْحُبْلٰی اِذَا مَاتَتْ وَفِیْ بَطْنِهَا وَلَدٌ یَضْطَرِبُ یُشَقُّ بَطْنُهَا وَیُخْرَجُ الْوَلَدُ۔

(بحر الرائق شرح کنز الدقائق ص۱۸۸ فی شرح وَمَنِ اشْتَهَدَ صُلِّیَ عَلَیْهِ وَاِلَّا لَا)

کہ حاملہ اگر فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کے پیٹ کا اپریشن کر کے بچہ نکالا جائے گا۔

(۲) درّ المختار کے مصنف لکھتے ہیں:۔

حَامِلٌ مَاتَتْ وَوَلَدُهَا حَیٌّ یَضْطَرِبُ شُقَّ بَطْنُهَا مِنَ الْاَیْسَرِ وَیُخْرَجُ وَلَدُهَا وَلَوْ بِالْعَکْسِ وَخِیْفَ عَلَی الْاُمِّ قُطِعَ وَاُخْرِجَ وَلَوْ مَیِّتًا۔

(درّ المختار جزا اوّل ص۸۴۰ مطلب فی دفن المیّت باب صلوٰۃ الجنائز)

اگر حاملہ فوت ہو گئی اور بچہ زندہ ہے تو اس کا اپریشن کر کے بچہ نکالا جائے اور اگر حاملہ زندہ ہے اور بچہ پیٹ میں مر گیا ہے تو بھی بچہ نکالا جائے گا خواہ بچہ کو کاٹ کاٹ کر نکالا جائے۔

(۳) اس کی شرح میں امام ابن العابدین نے ردّ المختار الی درر المختار میں اس کی تائید کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

بِاَنْ مَاتَ الْوَلَدُ فِیْ بَطْنِهَا وَهِیَ حَیَّةٌ (قولہ قطع) اِلٰی بِاَنْ تُدْخِلَ الْقَابِلَةُ یَدَهَا فِی الْفَرْجِ وَتَقْطَعَهٗ بِاٰلَةٍ فِیْ یَدِهَا بَعْدَ تَحَقُّقِ مَوْتِهٖ۔

(ردّ المختار جزا اوّل ص۸۴۰)

کہ اگر ماں کے پیٹ میں بچہ مر گیا تو اس کو کسی آلہ سے کاٹ کاٹ کر نکالا جائے گا۔

(۴) فتاویٰ عالمگیری میں اس مسئلہ کے بارہ میں فتویٰ کے الفاظ یہ ہیں۔ (واضح رہے کہ جس طرح ترکی حکومت نے ردّ المختار مدوّن کروائی تھی۔ اورنگ زیب علیہ الرحمۃ نے ہندوستان میں اس کتاب کو مدوّن کروایا تھا جو دس جلدوں پر مشتمل ہے) مصنف لکھتا ہے:۔

"اس بیان میں کہ بنی آدم میں اور حیوانات میں کن کن جراحات کی گنجائش ہے

فتاویٰ ابو اللیث میں مذکور ہے کہ ایک عورت مر گئی اور وہ حاملہ تھی اور یقین ہوا کہ اس کے پیٹ کا بچہ زندہ ہے تو عورت مذکور کا پیٹ بائیں طرف سے چاک کیا جاوے اسی طرح اگر گمان غالب یہ ہو کہ اس کے پیٹ کا بچہ زندہ ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے اور منقول ہے کہ ایسا فعل امام اعظم کی اجازت سے کیا گیا تھا سو اس کا بچہ زندہ رہا۔ یہ سراجیہ میں ہے ... اگر کسی حاملہ کے پیٹ میں بچہ معترض ہو گیا یعنی بینڈا ہو کر چوڑان میں پڑ گیا اور لوگوں کو بچہ کے نکالنے کی کوئی راہ معلوم نہ ہوئی سوائے اس کے کہ بچہ کے عضو عضو جدا کئے جاویں۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے تو ماں کی جان کا خوف ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر بچہ پیٹ کے اندر مر گیا ہو تو ایسا کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔"

(فتاویٰ عالمگیری جلد نہم ص۹۸)

فتویٰ مذکورہ بالا جہاں اس مسئلہ کی وضاحت کرتا ہے اور زیر تحقیق مسئلہ میں اس کا بیان کافی و شافی ہے وہاں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے جو دوسرے ہم درس کی ابتداء میں ہوئے ان کا بھی یہی فتویٰ ہے اور ان کے عہد میں اس پر عمل رہا اور اوپر یہ گزر چکا ہے کہ ترکی کی حکومت جب شام میں تھی تو علمائے شام کا یہی فتویٰ تھا اور خاندان مغلیہ کے دور میں ہندوستان میں اسی پر عمل تھا۔

(۵) بہار شریعت کے مرتب مولانا حکیم ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی رضوی نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ بہار شریعت کے ص۱۳۲ پر درج ہے:۔

"مسئلہ عورت مر گئی اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے اور اگر عورت زندہ ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ مر گیا اور عورت کی جان پر بنی ہوئی ہے تو بچہ کاٹ کر نکالا جائے۔"

(۶) مولوی عبد الحی لکھنوی کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ ان کے مجموعہ الفتاویٰ میں درج ہے:۔

اگر زن مے مرد و معلوم شد کہ بچہ زندہ است و راں صورت شکم او از جانب چپ شق کردہ بچہ را بیروں کردنے باید و اما اگر بچہ مے مرد و زن زندہ بود البتہ مے باید کہ زنے ہوشیار دستکار دست خود انداختہ اعضاء طفل را جدا جدا ساختہ بیروں آرد کذا فی کتب الفقہ (ص۶۶)

اس فتویٰ میں بھی یہی بیان کیا گیا ہے کہ حاملہ عورت اگر فوت ہو جائے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو تو پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے اور اگر حاملہ عورت زندہ ہے اور پیٹ میں بچہ مر گیا ہے تو بچہ کے اعضاء کاٹ کاٹ کر اس کو نکالا جاتا ہے۔

ان حوالہ جات اور فتاویٰ کی بناء پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسئلہ یہی ہے کہ حاملہ عورت کے پیٹ سے بچہ بوقت ضرورت اپریشن کر کے نکالا جا سکتا ہے اور اگر بچہ فوت ہو گیا ہے تو بچہ کے اعضاء قطع کر کے بھی اس کو نکالا جا سکتا ہے۔ یورپ کے نام نہاد اہل علم تعصب کی بناء پر اسلام کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جنہیں اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ آج سے بارہ سو سال پہلے مسلم فقہاء نے یہی کہا تھا جبکہ یہ صورت یورپ کے اہل دانش کے وہم میں بھی نہ آئی تھی۔

علمی پسماندگی کا طعنہ

ڈاکٹر مذکور نے غلط مسئلہ گھڑ کر اسے مسلمانوں کی علم جراحی میں پسماندگی کی دلیل ٹھہرایا۔ گویا آج مسلمانوں کی پسماندگی کو اسلام کے خلاف دلیل بنایا جاتا ہے لیکن وہ بھول جاتے ہیں کہ جو کچھ انہیں آج حاصل ہے۔ یہ خوشہ چینی ہے مسلمان حکماء کی۔

بو علی سینا و مسلم طبیب کی کتب القانون فی الطب اور الشفاء صدیوں ان کی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل رہی ہیں۔ حنین بن اسحاق کی کتاب جو "آنکھ" پر دس مقالوں پر مشتمل تھی اس کو کیا یورپ بھول گیا ہے؟ صلیبی جنگوں کے ہیرو صلاح الدین ایوبی نے جب دوران جنگ رچرڈ کی آنکھوں کا علاج کیا تھا اس کی یاد میں بیت المقدس میں آنکھوں کا ہسپتال آج تک مسلمانوں کی نیکی وسعت اخلاق اور علمی تفوق کی کیا یادگار نہیں؟ مسلمانوں پر زبان طعن دراز کرنے سے پہلے اپنے اطباء کی عمل جراحی کی حماقتوں کا بھی تصور کر لیا کریں۔ ڈاکٹر فلپ حتی نے اپنے مقالہ مطبوعہ جامعہ پرنسٹون ۱۹۳۰ء کے ص۱۳ پر ایک فرنگی جراح کی عمل جراحی کا ذکر خیر کیا ہے اسے آسا قہ بن منقذ نے کتاب الاعتبار میں درج کیا ہے کہ شمالی لبنان میں ایک شخص کی ٹانگ پر پھوڑا نکلا اس کے علاج کے لئے ایک فرنگی طبیب کو بلایا گیا جس نے آ کر کہا کہ یہ پسند کرتے ہو مریض ایک ٹانگ کیساتھ زندہ رہے یا دونوں ٹانگیں ضائع ہو جائیں اور کلہاڑے سے اسکی ٹانگ کاٹنا چاہی۔ دوسرے وار پر ہڈی کی مخ نکل کر بہنے لگ گئی اور مریض مر گیا۔ اسی طرح ایک پاگل عورت کے علاج کا ذکر اس طبیب نے کیا کہ سر پر استرے سے گہرا زخم کر کے نمک چھڑکا اور مریضہ عدم آباد کو روانہ ہو گئی (کتاب الاعتبار بحوالہ الحضارۃ العربیہ ص۵۵-۵۶ و دکتور عبد السلام کنانی عمید کلیۃ الاداب لجامعہ بیروت العربیہ)

لیکن

مسلم اہل دانش! یورپ کے ان اعتراضوں کا جواب ہر علمی میدان میں اقدام اور تفوق میں ہے۔ دنیا منتظر ہے کہ کب اپنی میراث کو ہم حاصل کرتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۲)

الغرض یہ دونوں رجحانات اپنی اپنی جگہ اور حدود میں مبالغہ کی حدوں تک پہنچ گئے ہیں اور بے اعتدالی کے نقائص دونوں طرف نمایاں ہو گئے ہیں۔ ایک طرف تو یورپین اقوام اللہ تعالےٰ کے علوم سے محروم ہو گئی ہیں اور دوسری طرف مسلمان اقوام دنیوی علوم میں پچھڑ گئے ہیں۔

مغرب کے پاس چونکہ مادی طاقت کا ذخیرہ ہے جس سے مشرق محروم ہے اس لئے بظاہر مغرب مشرق پر چھا گیا ہے۔ اور مشرق کو مٹانے پر تلا ہوا ہے مشرق کے پاس مادی طاقت نہیں ہے۔ یاد رہے کہ مغرب و مشرق میں یہ تفریق ایسی نہیں ہے جس کو ایک سیدھی لکیر سے ظاہر کیا جا سکے۔ دراصل میل جول کے کثیر ذرائع اور دیگر عوامل کی وجہ سے جن میں جانا ضروری نہیں ہے یہ تفریق صرف اکثریت کی بناء پر ہے ورنہ آج بھی یورپ میں ایسے لوگ ہیں جو مغربی طریق کار سے بدظن ہیں اور احیائے دین کے خواہاں ہیں اور خود مشرق میں مغربی تہذیب کے اثر سے اور دین میں بھی اعتدال کے حدود سے نکل جانے کی وجہ سے اکثر لوگ دین سے بیزار ہو چکے ہیں۔

یہ صورت حال ہے جس کے متعلق مغرب اور مشرق میں آج اضطراب پیدا ہو رہا ہے اور اس کو پوری پوری طرح سمجھنے کے لئے غور سے مطالعہ کی ضرورت ہے۔ تاہم اس وقت سوال یہ ہے کہ اگر دنیا میں یہ صورت حال آسمانی فیصلہ کے مطابق پیدا ہوئی ہے تو کیا آسمان پر کوئی ایسا فیصلہ بھی ہو چکا ہے یا نہیں کہ دنیا کو اس خطرناک مصیبت سے نجات حاصل ہو سکے ہمارا جواب ہے کہ "ہاں" مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اس غرض سے ہوئی ہے چنانچہ خود آپ فرماتے ہیں:-

"خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالےٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔" (الوصیت ص۱۱)

ضروری اعلان

ربوہ کے تمام خدام کے لئے اس سہ ماہی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب "برکات الدعا" اور "کشتی نوح" نصاب کے طور پر مقرر ہیں۔ یہ کتب "الشرکۃ الاسلامیہ" کو بازار سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ برکات الدعا کی قیمت چھ آنے اور کشتی کی قیمت آٹھ آنے ہے

ربوہ کے تمام خدام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان بابرکت کتب کے مطالعہ سے مستفید ہوں۔ اس امتحان میں ربوہ کے ہر خادم کی شمولیت لازمی ہے یہ امتحان ۱۷ مئی بروز جمعہ منعقد ہوگا۔

(ناظم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ)

ضرورت انسپکٹر ارشاد وقف جدید

وقف جدید انجمن احمدیہ کو اپنے صیغہ ارشاد کے لئے ایک انسپکٹر کی فوری طور پر ضرورت ہے جس کے لئے دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے کم از کم معیار ایف اے ہے۔ اگر مولوی فاضل بھی ہوں تو بہتر ہے ورنہ دینی تعلیم کا معیار کام کی مناسبت کے لحاظ سے تسلی بخش ہونا چاہئے جس کا جائزہ انٹرویو لیکر لے گی اپنے آپ کو پیش کرنے والے دوست کا صحت مند ہونا ضروری ہے درخواستوں کے آنے کی آخری تاریخ ۲۰ مئی ۶۸ء ہوگی۔

(ناظم ارشاد وقف جدید)

25

"جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں"

مردِ کامل کی میسّر ہو جو صحبت خوب ہے
ہوتی ہیں سو برکتیں اُس مردِ حق آگاہ میں

اُس کی بہتر تربیت۔ انفاس قدسی کا اثر
قوم کو پارس بنا دیتی ہے بس اِک آہ میں

وہ سماوی برکتوں سے ہوتے ہیں جب بہرہ ور
اُن کا دِل لگتا نہیں دُنیا کی عزّ و جاہ میں

اُن کا بہتر مشغلہ تسبیح و تحمید و درود
اُن کا ہر لمحہ گذرتا ہے خُدا کی راہ میں

اپنا سارا وقت وہ تبلیغ میں کرتے ہیں صرف
اپنا دھن دولت لٹا دیتے ہیں اُس کی راہ میں

راستبازوں کے وہی وارث ہُوا کرتے ہیں لوگ
پیش کر دیتے ہیں جو سب کچھ تری درگاہ میں

بیعت کیا ہے؟ بیعت ہے اقرار مولیٰ کے حضور
"جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں"

(عبدالقادر دانش درویش قادیان)

مشاورت کے فیصلے اور کارکنان جماعت کا فرض

الحمد للہ تعمیل فیصلہ جات مشاورت میں ایسے دوستوں کی فہرستیں جو تا حال تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل نہیں ہوئے مرکز میں پہنچنی شروع ہو گئی ہیں۔ اس ضمن میں سب سے پہلے جماعت احمدیہ راولپنڈی نے فہرست بھجوائی ہے۔ اللہ تعالےٰ جملہ کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ بطور یاددہانی تحریر ہے کہ ایسی فہرستیں مرکز میں بھجوانے کی آخری تاریخ ۳۱ مئی ۱۹۶۸ء ہے۔ جملہ جماعتیں اُس تاریخ تک اُس اہم کام کو تکمیل تک پہنچانے کی سعی فرمائیں (وکیل المال اوّل تحریک جدید)

گمشدہ رسید بک مجلس خدام الاحمدیہ منڈی بہاء الدین کی رسید بک نمبر ۶۱۰۶ جو کہ رسید بک نمبر ۶۱۰۷ تک استعمال شدہ ہے گم ہو گئی ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس بارے میں کوئی علم ہو تو فوری طور پر قائد مجلس منڈی بہاء الدین یا براہ راست مرکز کو اطلاع دیں۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

وصایا

ضروری نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ ان وصایا کو جو نمبر دئے جا رہے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں۔ بلکہ یہ مسل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دئے جائینگے وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں

(سکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۱۹۲۴۶

میں محمد رفیق ولد احمد دین صاحب قوم جنجوعہ پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال بیعت ۲۷ مئی ۱۹۶۱ء ساکن مدرسہ جھنگ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۱/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت ۱۵۰/- روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائیداد یا آمد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت جاری ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد :- محمد رفیق بقلم خود موجودہ پتہ بیرک نمبر ۱۴ کمرہ نمبر ۴ پی ایف سرگودھا

گواہ شد :- طفیل محمد سیکرٹری مال سرگودھا چھاؤنی وصیت نمبر ۱۰۳۰۴ Ahmed/10 سرگودھا۔

گواہ شد :- ضیاء اللہ صاحب ۱/۱ فیملی کوارٹرز پی ایف سرگودھا۔

مسل نمبر ۱۹۳۴۷

میں میاں دین محمد صاحب ولد میاں عمر دین صاحب قوم کھوکھر پیشہ تجارت عمر ۷۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن منٹگمری پورہ گنج لاہور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے اسکے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے نقد رقم جس سے کاروبار کرتا ہوں ۳۰۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت جاری ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۳۰/- روپے ماہوار آمد ہے۔ میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد :- دین محمد ۱/۱ مسجد احمدیہ گنج منٹگمری پورہ۔

گواہ شد :- غلام محمد پرویز سکرٹری مال گنج منٹگمری پورہ لاہور وصیت نمبر ۱۱۰۷۲

گواہ شد :- غلام رسول صدر حلقہ گنج منٹگمری پورہ لاہور وصیت نمبر ۱۷۴۰

مسل نمبر ۱۹۲۱۹

میں مرزا مظفر احمد ولد ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب قوم مغل پیشہ طالب علم عمر پندرہ سال پانچ ماہ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۱/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت مجھے والدین کی طرف سے مبلغ ۵/- روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد یا آمد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت جاری ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد :- مرزا مظفر احمد

گواہ شد :- ڈاکٹر مرزا منور احمد چیف میڈیکل آفیسر ربوہ۔

گواہ شد :- مرزا عزیز احمد ۲۹/۱/۶۸

مسل نمبر ۱۹۲۲۰

میں مرزا مظہر احمد ولد ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب قوم مغل پیشہ طالبعلم عمر ۱۲ سال ۸ ماہ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۱/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت مجھے اپنے والدین کی طرف سے مبلغ ۵/- روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائیداد یا آمد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت جاری ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد :- مرزا مظہر احمد ۲۸/۱/۶۸

گواہ شد :- ڈاکٹر مرزا منور احمد چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ

گواہ شد مرزا عزیز احمد ۲۹/۱/۶۸

مسل نمبر ۱۹۲۲۱

میں منور احمد انور ولد چوہدری عبدالرحیم خان صاحب کاٹھگڑھی قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۱/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۹۰/- روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد یا آمد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت جاری ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد :- منور احمد انور کارکن نظارت بہشتی مقبرہ ربوہ۔

گواہ شد :- عبدالسمیع خان ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ ۱۵/۱/۶۸

گواہ شد :- سید مبارک احمد سرور کوارٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ ۲۲/۱/۶۸

مسل نمبر ۱۹۲۲۳

میں مرزا عمر احمد ولد ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب قوم مغل پیشہ طالب علم عمر سترہ سال تین ماہ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۱/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں مجھے والدین کی طرف سے ۵/- روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد یا آمد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت جاری ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد :- مرزا عمر احمد ۲۸/۱/۶۸

گواہ شد :- ڈاکٹر مرزا منور احمد چیف میڈیکل آفیسر ربوہ۔

گواہ شد :- مرزا عزیز احمد ۲۹/۱/۶۸

مسل نمبر ۱۹۲۲۴

میں ناجدہ بیگم زوجہ منشی محمد حنیف صاحب قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کنری ضلع تھرپارکر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲-۸-۶۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں اور نہ ہی کوئی آمد ہے۔

۱- حق مہر مبلغ ۶۶۰/- روپے بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔

۲- زیور کانٹے طلائی سوا تولہ قیمت مبلغ ۱۵۰/- روپے ہے کل رقم ۸۱۰/- روپے بنتی ہے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت جاری ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامت :- ناجدہ بیگم ۱۲/۶۶

گواہ شد :- محمد حنیف خاوند موصیہ کنری ۱۲/۶۶

گواہ شد :- محمد اکبر افضل ولد سراج مرحوم مربی سلسلہ احمدیہ کراچی ضلع تھرپارکر ۱۲/۶۶

آپ کے گھر میں تریاق کبیر کی ایک شیشی ہر وقت موجود رہنی چاہیئے تاکہ پیٹ درد، ہیضہ، متلی اور دستوں کا فوری علاج کیا جا سکے قیمت فی شیشی ایک روپیہ
دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

چار سمجھدار....

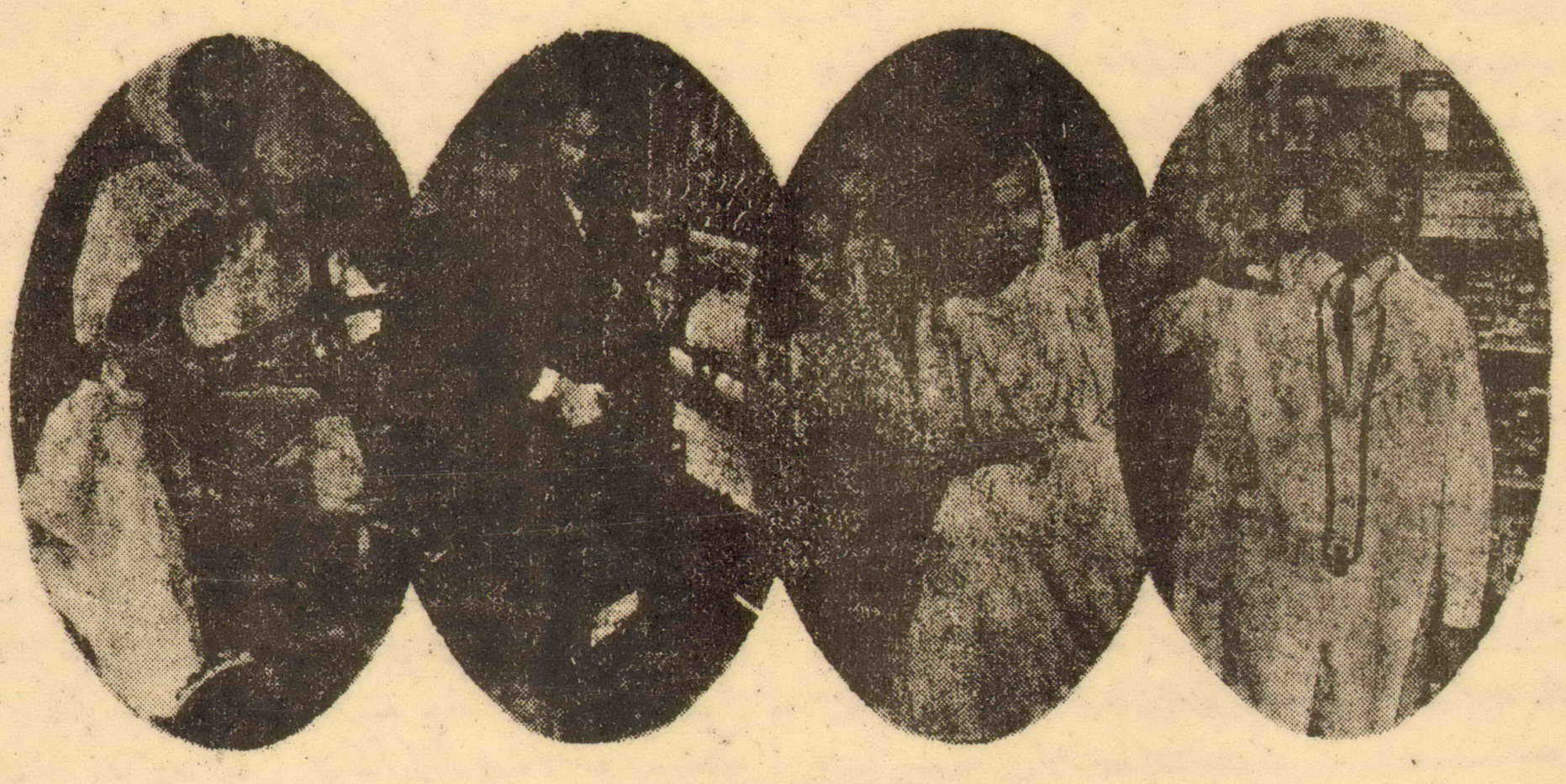

جو جانتے ہیں کہ اپنی بچت پر
زیادہ سے زیادہ یقینی منافع حاصل کرنے کے بہترین طریقے کیا ہیں

روپیہ لگانے اور بچت بڑھانے کی ان چار عاقلانہ صورتوں پر غور کیجئے

پوسٹل لائف انشورنس

ملک میں بیمہ کاری کا سب سے قدیم اور سب سے عظیم ادارہ جس کی جاری کردہ پالیسیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ پوسٹل لائف میں قسطوں کی شرح کم سے کم اور منافع سب سے زیادہ ہے۔ حکومت کا قائم کردہ یہ ادارہ کاروباری مقصد کے لئے کام نہیں کرتا، بلکہ اپنا کُل منافع پالیسی لینے والوں کو تقسیم کر دیتا ہے۔ قسطوں کی معمولی شرح کے علاوہ ماہانہ ادائیگی کی سہولت بھی دیتا ہے۔ سہ ماہی، ششماہی یا سالانہ ادائیگی کی صورت میں اور بھی رعایات دی جاتی ہیں۔ غریب امیر سب کے لئے یکساں مفید اور موزوں۔

انعامی بانڈ

دس روپے اور پانچ روپے والے انعامی بانڈ خریدیئے۔ ۱۰/ روپے والے ہر سلسلے کا انعامی بانڈ ہر قرعہ اندازی میں ۱۰۰/ روپے سے لیکر ۲۵،۰۰۰/ روپے تک کے انعامات پانے کے ۱۲۰ مواقع مہیا کرتا ہے۔ ۵/ روپے والے بانڈ کے ہر سلسلے پر ہر قرعہ اندازی میں ۵۰،۰۰۰/ روپے کے انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں جنمیں پہلا انعام ۱۰،۰۰۰/ روپے دوسرا انعام ۳۰۰۰/ روپے تیسرا انعام ۲،۰۰۰/ روپے اور ایک ایک ہزار روپے کے مزید ۳۵ انعامات شامل ہیں ۱۰/ روپے اور ۵/ روپے والے انعامی بانڈ کے لئے باری باری ہر ماہ قرعہ اندازی ہوتی ہے۔

پوسٹ آفس سیونگ بینک

اپنی بچت پاکستان کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ محفوظ بنک میں جمع کیجئے۔ جسے براہ راست حکومت کی ضمانت حاصل ہے۔ یہ بنک آپ کو ۵½ فیصد تک سالانہ منافع پیش کرتا ہے۔ یہ منافع ٹیکس سے قطعی طور پر مستثنیٰ ہوتا ہے خواہ کسی حد تک کمائیں۔ اس بنک میں تقریباً ۲۰ لاکھ پھلتے پھولتے حساب کھلے ہوتے ہیں اور اس کی کم و بیش ۱۰ ہزار شاخیں ہیں سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ اپنا حساب ۲/ روپے کی معمولی رقم سے کھول سکتے ہیں۔

ڈیفنس سیونگز سرٹیفکیٹ

ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ پر ۸ فیصد سالانہ کا یقینی منافع ملتا ہے اور آپ کی بچت پر صرف منافع ہی نہیں ملتا بلکہ تمام منافع پر ٹیکس کی پوری چھوٹ بھی ملتی ہے۔ ۵ سال کے بعد بھنائے جانے والے سرٹیفکیٹ پر ۶ فیصد سالانہ اور ۱۰ سال کے بعد بھنائے جانے والے سرٹیفکیٹ پر ۸ فیصد سالانہ کے حساب سے منافع حاصل کیجئے جس میں کمی بیشی کا کوئی اندیشہ ہے نہ ٹیکس عائد ہوتا ہے۔ اسی لئے تو ہر ماہ ایک کروڑ سے زیادہ کی مالیت کے سرٹیفکیٹ فروخت ہوتے ہیں۔ آپ بھی کیوں نہ ان سے فائدہ اٹھائیں

جاری کردہ:- سنٹرل ڈائریکٹریٹ آف نیشنل سیونگز - اسلام آباد

ADARTS

ضروری اعلان

اپریل ۶۸ء کے بل ایجنٹ صاحبان کی خدمت میں بھجوا دیئے گئے ہیں براہ مہربانی جملہ ایجنٹ صاحبان اپنے بلوں کی رقم ۱۰ مئی تک ضرور بھجوا دیں ورنہ دفتر ہذا بنڈلوں کی ترسیل مجبوراً روک دے گا

(مینجر روزنامہ الفضل ربوہ)

پاکستان ویسٹرن ریلوے بورڈ

ٹنڈر نوٹس

تمام متعلقہ حضرات کی اطلاع کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ ٹنڈر انکوائری نمبر پی آر I/۶۸/ پی ایم پی/۶ کے سلسلہ میں ٹنڈر ۲۰ مئی ۱۹۶۸ء (ایک بجے دن) تک وصول کئے جائیں گے اور ۲۱ مئی ۱۹۶۸ء (دس بجے دن) کو کھلیں گے۔ یہ ٹنڈر انکوائری پاکستان ویسٹرن ریلوے کورکشاپ ایڈیسنگ مشینوں، ایڈنگ ملز، پلائیرز وغیرہ کے سلسلہ میں جاری کی گئی تھی۔ ٹنڈروں کی فروخت ۱۸ مئی ۱۹۶۸ء تک جاری رہے گی۔

اے ایچ خان، پی آر ایس برائے سیکرٹری ریلوے بورڈ۔

INF (L) 1191

نیکی کے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ نے نماز کو سب سے مقدم قرار دیا ہے

جو نماز باجماعت کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے وہ بہت بڑے جرم کا مرتکب ہوتا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز باجماعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"احادیث میں آتا ہے کہ نماز خدا اور بندے کے درمیان ملاقات کا ایک ذریعہ ہوتی ہے گویا اس کے ذریعہ الوہیت کا وہ رنگ جو نبی کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہتا ہے مومنوں پر چڑھ جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نماز باجماعت کا اس قدر احترام فرماتے تھے کہ ایک دفعہ آپ کے پاس ایک نابینا آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا مکان مسجد سے بہت دور ہے اور چونکہ مجھے مسجد پہنچنے میں سخت دقت پیش آتی ہے اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو میں گھر میں ہی نماز ادا کر لیا کروں اُس وقت مدینہ میں کچے مکانات ہوتے تھے اور جب بارش کے دنوں میں پانی گلیوں میں بہتا تھا تو چونکہ پانی دیواروں کی بنیادوں کے ساتھ ٹکرا کر گزرتا تھا۔ اور دیواریں پانی سے ٹوٹ جاتی تھیں اس لئے پانی کی زد سے دیواروں کو بچانے کے لئے لوگوں نے گلی میں دیواروں کی بنیادوں کے ساتھ ساتھ چلے ہوئے پتھر جن کو پنجابی زبان میں کھنگر کہتے ہیں رکھے ہوتے تھے۔ گلیوں میں کھنگر رکھنے کا رواج ہمارے ملک میں بھی ہے اور چونکہ ایک نابینا کے لئے سڑک کے بیچ چلنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ دیواروں کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور دیوار کے ساتھ ہاتھ مارتے چلتے ہیں۔ اگر وہ ایسی دیوار کے ساتھ چلیں جس کے ساتھ کھنگر رکھے ہوئے ہیں تو ان کے گر کر زخمی ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ جب اس نابینا نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ چونکہ دیواروں کے ساتھ پتھر رکھے ہوتے ہیں اور گلی کے بیچ میں میں چل نہیں سکتا اور اگر دیوار کے ساتھ چل کر مسجد میں آؤں تو گر کر زخمی ہونے کا خطرہ ہے اس لئے مجھے اجازت ہو تو میں گھر میں نماز ادا کر لیا کروں۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا اگر تمہیں مسجد میں آتے ہوئے مشکل پیش آتی ہے تو تم اپنے گھر میں یہ نماز ادا کر لیا کرو۔ یہ سُن کر وہ نابینا گھر کی طرف چل پڑا۔ مگر ابھی وہ تھوڑی ہی دُور گیا تھا کہ آپ نے صحابہؓ سے فرمایا اس کو واپس بلاؤ۔ وہ جب واپس آیا تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے گھر میں اذان کی آواز پہنچ جاتی ہے۔ اس نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! اذان کی آواز تو پہنچ جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر اذان کی آواز تمہارے گھر میں پہنچ جاتی ہے تو چاہے تمہیں مسجد میں آتے وقت ٹھوکریں لگیں اور تم زخمی ہو جاؤ مسجد میں ضرور آیا کرو۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ جب عشاء یا صبح کی نماز ہو تو میں اپنی جگہ کسی اور کو کھڑا کر دوں اور کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر ان کے سروں پر لکڑی کے گٹھے رکھ کر سارے شہر کا چکر لگاؤں اور جو لوگ گھروں میں بیٹھے ہوئے ہوں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ اب دیکھو آپ نے عملاً ایسا کیا تو نہیں مگر اس سے اتنا ظاہر ہے کہ آپ کے دل میں نماز باجماعت کی کس قدر اہمیت تھی۔ آپ نے اس مثال کے ذریعہ لوگوں کو سمجھایا کہ جو لوگ باجماعت نماز ادا نہیں کرتے وہ اپنے آپ کو دوزخ کا ایندھن بنانے کی کوشش کرتے ہیں بے شک دنیا میں نیکی کے اور بھی بہت سے کام ہیں لیکن نماز کو خدا تعالیٰ نے سب سے مقدم قرار دیا ہے اور سوائے اس کے کہ کوئی معذوری ہو یا کوئی ہنگامی کام پڑ جائے نمازوں کے اوقات میں مسجد میں آنا نہایت ضروری ہے ہنگامی کاموں سے مراد یہ ہے کہ مثلاً کسی جگہ آگ لگ گئی ہو تو اس وقت آگ بجھانا ضروری ہوگا۔ نماز بعد میں ادا کر لی جائے گی۔ لیکن اس قسم کے استثنائی حالات کے بغیر جو شخص نماز باجماعت کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے۔ وہ ایک بہت بڑے جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔"

(الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۶۳ء)

دفتر الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

وعدہ جات فضل عمر فاؤنڈیشن کی ادائیگی کے لئے ضروری درخواست

فضل عمر فاؤنڈیشن کا دوسرا سال ۳۰ جون ۱۹۶۸ء کو ختم ہو جائے گا۔ گویا دوسرے سال کی قسط کی ادائیگی کے لئے اب صرف ۲ ماہ کی قلیل مدت باقی رہ گئی ہے۔ اس مبارک تحریک میں وعدہ کرنے والے احباب کی خدمت میں خاص طور پر گزارش ہے کہ اپنے وعدہ جات کی دوسرے سال کی ادائیگی کو مقررہ معیار پر لانے کے لئے فوری توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ دوسرے سال کے آخر تک وعدہ کی دو تہائی سے خاصی زیادہ ادائیگی ہو جائے۔ لہٰذا دوست کوشش فرمادیں کہ وعدوں کا ۲/۳ حصہ آخر جون تک ادا ہو جاوے۔

انکم ٹیکس ادا کرنے والے احباب اس مبارک تحریک میں جس قدر زیادہ رقم ۳۰ جون تک ادا فرمائیں گے اتنی ہی زیادہ انہیں انکم ٹیکس سے رعایت مل جائے گی۔ کیونکہ فاؤنڈیشن کی تحریک میں ادا کردہ رقم پر انکم ٹیکس کی رعایت ملتی ہے ایسے احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش فرمادیں۔

امراء اضلاع اور مقامی صدر صاحبان جماعت ہائے سیکرٹریان مال اور سیکرٹریان فضل عمر فاؤنڈیشن کی خدمت میں گزارش ہے کہ احباب کو انفرادی طور پر یاد دہانی کرواتے رہیں۔ اور کوشش فرمادیں کہ وعدہ کرنے والے سب احباب اپنی اپنی ادائیگی کو مقررہ معیار پر لے آویں۔ مربیان سلسلہ عالیہ اور انسپکٹر صاحبان بیت المال سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے عہدیداران اور احباب جماعت کو تحریک فرماتے رہیں کہ وہ اس مبارک تحریک میں اپنی ذمہ داری کو بطور احسن پورا فرمادیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

خاکسار شیخ مبارک احمد

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

واقفین عارضی کے سلسلہ میں ایک اطلاع

ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھا تھا کہ عرصہ وقف میں تو وقف عارضی کے واقفین کو جماعت سے کھانے یا جماعت کی دعوت قبول کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر حضور پسند فرمائیں تو جماعت کو اتنی اجازت دے دی جائے کہ وہ عرصہ وقف کے ختم ہو جانے پر حالات کے ماتحت الوداعی طور پر ایک وقت کا کھانا یا چائے دے سکتی ہیں تاکہ اجتماعی دعا ہو جایا کرے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:-

"اس کی اجازت ہے"

احباب کی آگاہی کے لئے اسے شائع کیا جاتا ہے۔

خاکسار ابوالعطاء

نائب ناظر اصلاح وارشاد

درخواستِ دُعا

مکرم میاں عبدالحکیم صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ گنج مغل پورہ لاہور گزشتہ دنوں شدید بیمار ہو گئے۔ بغرض علاج میو ہسپتال میں داخل ہونا پڑا ۲۵ اپریل کو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہرنیا کا اپریشن کامیاب صورت میں عمل میں آیا ابتدائی دو تین دن تکلیف رہی بعد ازاں کافی حد تک افاقہ ہو گیا تاہم کمزوری باقی ہے بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب سے کامل شفایابی کیلئے درخواست دعا ہے

(خواجہ خورشید احمد سیالکوٹی واقف زندگی)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴